رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

غسیٰ اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن


# الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (الہام مسیح موعود)

چندہ غیر ممالک سے ششماہی ۵ روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ (الہام مسیح موعود)

| جلد ۶ | ۱۲ اپریل ۱۹۱۹ء | شنبہ | ۱۰ رجب ۱۳۳۷ھ | نمبر ۷۸ |
| --- | --- | --- | --- | --- |


فہرست مضامین



## مدینۃ المسیح

۸ اپریل کو جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے مسجد اقصیٰ میں بموجودگی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ حفظان صحت کے اصولوں پر ایک مفید لیکچر دیا جس میں عام عوارض سے بچنے کے متعلق مناسب ہدایات اور دوائیں بتائیں نیز اپنے میوہ کو تیمارداری کے اصول سکھلانیکا اعلان کیا جو ضرورت کے وقت اپنی خدمات پیش کر سکیں۔

ہفتہ مختتمہ ۱۰ اپریل میں حسب ذیل اصحاب تشریف لائے جناب شیخ محمد حسن صاحب بڑودہ سے جناب عاشق محمد زمیندار سرگانہ ملتان سے۔ جناب غلام محمد صاحب جالندھر سے جناب نظام الدین صاحب کپور تھلہ سے ۔

## الموعظۃ الحسنۃ

۱۶ اکتوبر ۱۹۰۳ء

میں تو بہت دعا کرتا ہوں کہ میری سب جماعت اُن لوگوں میں ہو جائے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ اور نماز پر قائم رہتے ہیں۔ اور رات کو اُٹھ کر زمین پر گرتے ہیں۔ اور روتے ہیں۔ اور خدا کے فرائض کو ضائع نہیں کرتے اور بخیل اور ممسک اور غافل اور دنیا کے کیڑے نہیں ہیں۔ اور میں اُمید رکھتا ہوں۔ کہ یہ میری دعائیں خدا تعالیٰ قبول کرے گا۔ اور مجھے دکھائیگا۔ کہ اپنے پیچھے میں ایسے لوگوں کو چھوڑتا ہوں۔ لیکن وہ لوگ جن کی آنکھیں زنا کرتی ہیں۔ اور جن کے دل پاخانے سے بدتر ہیں۔ اور جن کو مرنا ہرگز یاد نہیں ہے میں اور میرا خدا اُن سے بیزار ہیں۔ میں بہت خوش ہونگا۔ اگر ایسے لوگ اس پیوند کو قطع کر لیں۔ کیونکہ خدا اس جماعت کو ایک ایسی قوم بنانا چاہتا ہے۔ جس کے نمونہ سے لوگوں کو خدا یاد آوے۔ اور جو تقویٰ اور طہارت کے اول درجہ پر قائم ہوں۔ اور جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھ لیا ہو۔ لیکن وہ مفسد لوگ جو میرے ہاتھ کے نیچے ہاتھ رکھ کر اور یہ کہکر کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کیا۔ پھر وہ اپنے گھروں میں جا کر ایسے مفاسد میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ کہ صرف دنیا ہی دنیا ان کے دلوں میں ہوتی ہے نہ اُن کی نظر پاک ہے اور نہ اُن کے ہاتھوں سے کوئی نیکی ہوتی ہے۔ اور نہ اُن کے پیر کسی نیک کام کیلئے

حرکت کرتے ہیں۔ اور وہ اس چوہے کی طرح ہیں۔ جو نجاست ہی میں پرورش پاتا ہے۔ اور اسی میں رہتا۔ اور اسی میں مرتا ہے۔ وہ آسمان پر سلامت سلسلہ سے کاٹے گئے ہیں۔ وہ عبث کہتے ہیں کہ ہم اس جماعت میں داخل ہیں۔ کیونکہ آسمان پر وہ داخل نہیں سمجھے جاتے۔ جو شخص میری اس وصیت کو نہیں مانتا۔ کہ درحقیقت وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے۔ اور درحقیقت ایک پاک انقلاب اس کی ہستی پر آجائے۔ اور درحقیقت وہ پاک دل اور پاک ارادہ ہو جاوے۔ اور پلیدی اور حرامکاری کا تمام چولہ اپنے بدن پر سے پھینک دے اور نوع انسان کا ہمدرد اور خدا کا سچا تابعدار اور اپنی تمام خودروی کو الوداع کہکر میرے پیچھے ہووے میں اس شخص کو اس کتے سے مشابہت دیتا ہوں جو ایسی جگہ سے الگ نہیں ہوتا جہاں مردار پھینکا جاتا ہے۔ اور جہاں گلے سڑے مردوں کی لاشیں ہوتی ہیں۔ کیا میں اس بات کا محتاج ہوں کہ وہ لوگ زبان سے میرے ساتھ ہوں اور اس طرح دیکھنے کے لئے ایک جماعت ہو۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تمام لوگ مجھے چھوڑ دیں۔ اور ایک بھی میرے ساتھ نہ رہے تو میرا خدا میرے لئے ایک اور قوم پیدا کرے گا جو صدق اور وفا میں اُن سے بہتر ہوگی۔ یہ آسمانی کشش کام کر رہی ہے۔ جو نیک دل لوگ میری طرف دوڑتے ہیں کوئی نہیں جو آسمانی کشش کو روک سکے۔ بعض لوگ خدا سے زیادہ اپنے مکروں اور فریبوں پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ شاید اُن کے دلوں میں یہ بات پوشیدہ ہو کہ نبوتیں اور رسالتیں سب انسانی مکر ہیں اور اتفاقی طور پر شہرتیں اور قبولیتیں ہو جاتی ہیں اس خیال پر کوئی خیال پلید تر نہیں اور ایسے انسان کو اس خدا پر ایمان نہیں جس کے ارادہ کے بغیر ایک پتہ بھی گر نہیں سکتا۔ لعنتی ہیں ایسے دل اور لعنتی ہیں ایسی طبیعتیں خدا ان کو ذلت سے مارے گا کیونکہ وہ خدا کے کارخانہ کے دشمن ہیں ایسے لوگ درحقیقت دہریہ اور خبیث باطن ہوتے ہیں وہ جہنمی زندگی کے دن گذارتے ہیں اور مرنے کے بعد بجز جہنم کی آگ کے اُن کے حصہ میں کچھ نہیں۔ (البدر [illegible] جلد [illegible])

(حضرت مسیح موعود)

# اخبار احمدیہ

## ولادت

چوہدری غلام نبی صاحب مدرس ... کے ہاں لڑکا اور برادر بابو نظام الدین صاحب ملازم دفتر ریلوے لاہور کے ہاں لڑکی متولد ہوئی ہے اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

## درخواست دعا

برادر محمد حسین صاحب کمیں گور منبر ۵ لاہور بعض ابتلاؤں میں ہیں۔ احباب ان کی مشکلات کے حل کے لئے دعا فرمائیں

## نماز جنازہ

برادر حوالدار نعمت علی صاحب پنشنر ضلع سلطان پور کی اہلیہ اور برادر گوہر علی صاحب پٹواری ضلع ملتان کی اہلیہ فوت ہوگئی ہیں۔ نیز جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب پانی پت سے اطلاع دیتے ہیں۔ کہ میاں عبداللہ صاحب المعروف پروفیسر ۲۔ اپریل کو پانی پت میں انتقال کر گئے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔

مرحوم پرانے احمدی تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے خاص محبت رکھتے تھے یہ انہی کا واقعہ ہے جو حضرت اقدس خلیفہ ثانی نے کئی دفعہ بیان فرمایا ہے۔ کہ ایک مخالف نے حضرت مسیح موعود کے حق میں ان کے سامنے بدزبانی کی تو انھوں نے اسکو سختی سے جواب دیا۔ اس کا جب حضرت مسیح موعود کو پتہ لگا۔ اور آپ نے فرمایا میاں عبداللہ صبر سے کام لینا چاہیئے۔ تو انھوں نے کہا کہ حضور اگر آپ کے پیر (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کو کوئی برا کہے تو اس سے تو آپ مباہلہ کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ لیکن جب کوئی ہمارے پیر (حضرت مسیح موعود) کو برا کہے۔ تو ہمیں صبر کے لئے کہتے ہیں۔ ہم کس طرح صبر کر سکتے ہیں۔ مرحوم بڑی خوبیوں کا انسان اور مخلص احمدی تھا احباب جنازہ غائب پڑھیں۔ اللھم اغفرلہ

## دل کی صدا

اے حضرت کبریا کے پیارے
اے سرور انبیا کے پیارے

اے میرے مسیح میرے آقا
اے احمد مجتبےٰ کے پیارے

جن پر ہو تری نگاہ الطاف
ہوتے ہیں وہی خدا کے پیارے

کر محو سرور میری جاں کو
اک جلوہ مجھے دکھا کے پیارے

محبوب خدائے پاک ہے۔ تو
اے زمرۂ اولیاء کے پیارے

اعداء ہیں ترے گروہ ابلیس
اے فرقہ اصفیاء کے پیارے

جب دل سے ہوئے غلام تیرے
ہم ہو گئے مصطفےٰ کے پیارے

دشمن ہیں ترے خدا کے دشمن
خدام ترے خدا کے پیارے

چلتی ہے نسیم قادیاں میں
کیا لطف ہیں اس صبا کے پیارے

کھلتی ہیں ہمارے دل کی کلیاں
جھونکے بھی ہیں اس ہوا کے پیارے

تڑپا ہی گئی تری محبت
دل کو مرے گدگدا کے پیارے

للہ ہمیں بھی یاد فرما
اب دن ہیں تری دعا کے پیارے

(ابو محمد محفوظ الحق۔ علمی۔ احمدی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

# الفضل

قادیان دارالامان ۱۲ اپریل ۱۹۱۹ء

# رولٹ بل اور خاموش مقابلہ

آج کل رولٹ بل کے خلاف اظہار ناراضگی کے لیے ہندو مسلمانوں کی طرف سے "خاموش مقابلہ" کے نام سے گورنمنٹ کے خلاف جو شورش پھیلائی جا رہی ہے۔ اور جس کے دارالسلطنت یعنی دہلی میں نہایت تلخ اور ناخوشگوار نتائج رونما ہوئے ہیں۔ اس کے متعلق ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تعلیم اور اپنے موجودہ امام کی پر امن ہدایات کے ماتحت آج تک نہ کبھی اس قسم کی شورشوں میں شامل ہوئی ہے۔ اور نہ آئندہ ہو سکتی ہے کیونکہ ایسی حرکات کے مرتکب وہی لوگ ہوا کرتے ہیں جنہیں یا تو ان کا مذہب اپنے حکمرانوں کے خلاف ناراضگی اور شورش پھیلانے سے باز رہنے کی تلقین نہیں کرتا۔ یا وہ جنہیں اپنے مذہبی اصولوں کی کوئی پروا نہیں ہوتی۔ لیکن چونکہ جماعت احمدیہ اس مذہب کی حقیقی پابند ہے جس نے صاف الفاظ میں حکم دے رکھا ہے کہ:۔

اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ (ن م ۔ ۶۳) کہ تم پر اللہ اور اس کے رسول۔ اور اس حاکم کی جو تم پر ہو اطاعت فرض ہے۔ اور اس نبی کی پیرو ہے جس کا ارشاد ہے۔ علیکم بالطاعۃ وان امر علیکم عبد حبشی کان راسہ زبیبۃ۔ کہ خواہ تم پر کوئی ایسا حبشی غلام حاکم ہو جس کا سر کشمش کے دانہ کی طرح ہو۔ تو بھی تمہارے لئے اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنا فرض ہے نیز اس امام اور پیشوا کے متبع ہیں جس نے موجودہ حکومت کے متعلق انہیں مندرجہ ذیل الفاظ میں اطاعت شعاری کی ہدایت کی ہوئی ہے کہ

"میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں جو بفضلہ تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب یاد رکھیں۔ جو قریباً ۲۶ برس سے تقریری اور تحریری طور پر ان کے ذہن نشین کرتا آیا ہوں۔ یعنی یہ کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں۔ کیونکہ وہ ہماری محسن ہے۔"

پس ایسی جماعت کے لئے ہرگز اس بات کی ضرورت نہ تھی۔ کہ آجکل جو گورنمنٹ کے خلاف ایک قسم کی شورش پھیلائی جا رہی ہے۔ اور اس کے راستہ میں ہر مذہب و ملت کے لوگوں کی طرف سے مشکلات پیدا کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ اس سے الگ اور بے تعلق رہنے کی کوئی مزید تلقین کی جاتی۔ لیکن چونکہ یہ بات دن بدن بڑھ رہی ہے۔ اس لئے ایک تو اس خیال سے کہ اوروں کو گورنمنٹ کی اطاعت کرنے کی نصیحت کرنا بھی ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ اور دوسرے اس وجہ سے کہ ہماری نظر سے ایک ایسا اخبار گذرا ہے جس نے اس شورش انگیزی کو جس کا نام "خاموش مقابلہ" رکھا گیا ہے۔ اسلام کی تعلیم قرار دیتے ہوئے اسلام پر بدنما دھبہ لگایا گیا ہے۔ اس لئے ہم کچھ لکھنا چاہتے ہیں۔

اخبار مذکور لکھتا ہے۔ کہ:۔

"یہ خیال نہ کرو کہ خاموش مقابلہ ایک مہاتما (گاندھی) کی تعلیم ہے۔ بلکہ یہ تو اسلام کا حکم ہے"

ہم نہیں سمجھتے یہ "خاموش مقابلہ" جس کی بدولت دہلی میں لڑائی ہو نکلا ہے گذر کر کشت و خون تک کی نوبت پہنچ گئی۔ اور جس کی وجہ سے گورنمنٹ کو مسلح فوج اور رسالہ لانے کی ضرورت پیش آئی کونسے اسلام کے حکم کے مطابق ہے۔ وہ اسلام جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آیا۔ اور جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لائے اس نے اپنے پیروؤں کو حکمرانوں کے متعلق جو کچھ حکم دیا ہے وہ تو نہایت مختصر طور پر ہم اوپر درج کر چکے ہیں۔ اس کی موجودگی میں نہ معلوم کس منہ سے اسلام کی طرف اس قسم کی خلاف امن اور شورش انگیز کارروائیوں کو منسوب کیا جا سکتا ہے جن سے ایک طرف اگر گورنمنٹ کو تشویش اور فکر میں مبتلا ہونا پڑتا ہے۔ تو دوسری طرف رعایا کو جان و مال کا نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ بیشک اسلام یہ حکم دیتا ہے۔ کہ یا ایھا الذین آمنوا استعینوا بالصبر والصلوۃ اے وہ لوگو جو ایمان لاتے ہو خدا تعالےٰ سے صبر اور صلوۃ کے ساتھ استعانت مانگو۔ لیکن اس سے یہ کہاں نکلتا ہے۔ کہ حکمران طبقہ اگر اپنی سلطنت کی حفاظت اور استحکام کے لئے کوئی قانون تجویز کرے تو اس کے خلاف شور مچانا اور ملک میں انتشار پیدا کرنا شروع کر دو۔ تعجب ہے کہ اخبار مذکور نے کیونکر اس آیت کو اپنے اس خیال کی تائید میں پیش کرنے کی جرأت کی کہ مسٹر گاندھی نے "رولٹ بل" کے خلاف جو خاموش مقابلہ" کی تحریک کی ہے۔ وہ اسلام کا حکم ہے۔ اسلام نے ہرگز اپنے پیروؤں کو اس قسم کا کوئی حکم نہیں دیا کہ اپنے حکمرانوں کے لئے مشکلات کے موجب بنو۔ اور انھیں پریشان کرو۔ حتیٰ کہ اگر حکمرانوں کی طرف سے مذہب میں بھی دست اندازی ہو اور ان کی طرف سے کوئی ایسا حکم دیا جائے۔ جو خدا اور اس کے رسول کے حکم کے خلاف ہو۔ تو بھی

اسلام نے بغاوت یا کسی قسم کی شورش انگیزی کی اجازت نہیں دی۔ بلکہ ان کے تحت سے نکل کر کسی اور جگہ چلے جانے کی ہدایت کی ہے۔ پھر باوجود مسٹر گاندھی کی اس تجویز (خاموش مقابلہ) کو اسلام کا حکم قرار دے رہا ہے بتلائے کہ رولٹ بل کے پاس ہو جانے کی وجہ سے کونسے مذہبی شعار اور دینی حکم پر زد پڑتی ہے کہ لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق کو اس پر چسپاں کر کے عوام الناس کو خلاف امن کارروائیاں کرنے کی تلقین کی جا رہی ہے۔ افسوس آجکل لوگوں نے مذہب کو ایک کھیل سمجھ رکھا ہے اس لئے جس طرف ان کا دل چاہتا ہے اسے کھینچکر لیجانا چاہتے ہیں۔ اور جو کچھ ان کا نفس انہیں حکم دیتا ہے۔ اس کے ماتحت مذہب کو لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جس کا نتیجہ سوائے ان کی بربادی اور تباہی کے اور کچھ نہیں ہوسکتا اگر یہ لوگ حقیقی طور پر اسلام کے پابند ہوتے اور اس کی صداقت کو سمجھتے۔ تو کبھی دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر اور ان کی اتباع میں ایسی کارروائیاں کرنے کے لئے تیار اور آمادہ نہ ہو جاتے۔ جو نہ صرف گورنمنٹ کے لئے مشکلات پیدا کرنے کی موجب ہوسکتی ہیں۔ بلکہ خود ان کے لئے بھی کوئی اچھا نتیجہ پیدا کرنے والی نہیں ہیں۔ لیکن رونا تو یہی ہے کہ یہ لوگ خدا تعالےٰ کے ان احکام کی تو کچھ پروا نہیں کرتے جن پر ان کی دینی اور دنیوی فلاح کا انحصار ہے۔ اور ایسے لوگوں کی ہدایات پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں جو ان کی خواہشات کے پیچھے چلتے ہیں کیا ایک مسلمان کے لئے یہ رنج اور افسوس کا مقام نہیں ہے کہ عام طور پر نئے تعلیم یافتہ لوگوں کو رمضان المبارک میں تو کبھی یہ توفیق نصیب نہ ہو کہ زیادہ سے زیادہ ۱۶ گھنٹہ کا روزہ رکھکر خدا اور اس کے رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری کا ثبوت دیں لیکن جب مسٹر گاندھی انھیں ۲۴ گھنٹہ روزہ رکھنے کا حکم دیے۔ تو وہ اسے سر آنکھوں پر رکھ لیں جن لوگوں کی یہ حالت ہو۔ ان پر جس قدر بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔ اور جس قدر بھی رویا جائے تھوڑا ہے۔ ہم انھیں نہایت محبت اور اخلاص سے مشورہ دیتے ہیں کہ وہ ان لوگوں کی دیکھا دیکھی۔ جو اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہتے۔ ہرگز اس قسم کی کارروائیوں میں حصہ نہ لیں۔ جو کسی رنگ میں بھی گورنمنٹ کے لئے موجب تشویش ہوسکتی ہیں۔ تاکہ ان کی کسی خلاف امن حرکت کا الزام اسلام ایسے پاک اور مطہر مذہب پر نہ آئے۔ جو نہایت زور اور تاکید سے اپنے پیرووں کو حکمرانوں کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم دیتا ہے۔

اس مشورہ سے ہماری یہ منشا نہیں ہے۔ کہ گورنمنٹ کی کسی کارروائی کے متعلق بھی کوئی چارہ جوئی نہ کی جائے۔ کیونکہ ہم مانتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ غلطی کرسکتی ہے۔ اس لئے اسے بعض اوقات اپنے فوائد اور حقوق کی حفاظت کے لئے غلطی سے آگاہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ لیکن یہ اسی رنگ اور اسی طریق سے ہونا چاہئے۔ جس سے راعی اور رعایا میں کبیدگی نہ پیدا ہو۔ اور کسی قسم کا فتنہ اور شورش نہ پھیلے۔ اب اگر رولٹ بل کے متعلق نیک نیتی کے ساتھ یہ سمجھا جاتا ہے کہ نقصان پہنچانے والا۔ اور جائز آزادی کو چھیننے والا ہے۔ تو پر امن اور باقاعدہ طریق سے اس کے خلاف گورنمنٹ برطانیہ کے ہاں چارہ جوئی کی جائے۔ اور جہاں تک رسائی ہوسکتی ہے وہاں تک پہنچا جائے۔ لیکن یہ ہرگز مناسب نہیں ہے۔ کہ ملک میں شورش پھیلائی جائے۔ اور عوام کو خلاف امن کارروائیاں کر کے نقصان پہنچانے یا نقصان اٹھانے کا موقعہ دیا جائے۔ اس وقت مسٹر گاندھی نے جو طریق اس بل کے خلاف آواز اٹھانے کے لئے تجویز کیا ہے۔ اور جس کی ابھی ابتداء ہی ہوئی ہے اس کا نام اگرچہ "خاموش مقابلہ" رکھا گیا ہے اور اس کے محرک عام طور پر اس کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں۔ کہ "ہم خود کسی پر کوئی حملہ نہیں کریں گے۔ ہاں جس قدر مصائب و آلام پہنچیں ان کے برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں"۔ اول تو یہی بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جب "خاموش مقابلہ" کرنیوالے خود کسی پر حملہ نہیں کریں گے۔ اور نہ کوئی خلاف امن اور خلاف قانون کارروائی کریں گے۔ تو پھر انھیں اس کی وجہ سے مصائب اور آلام ہی کیوں پہنچیں گے لیکن اگر اس بات کا کچھ مفہوم فرض بھی کر لیا جائے تو کیا اس میں کوئی شک ہے۔ کہ عوام کے جذبات کو جب ابھار دیا جائے۔ تو پھر اس قسم کی باتیں ان پر کوئی اثر نہیں کرتیں۔ کہ تم خود کسی پر حملہ نہ کرنا اور کسی خلاف قانون کارروائی کے قریب نہ جانا۔ چنانچہ دہلی میں عوام نے جوش میں آکر جو جو حرکات کیں وہ ثبوت ہیں اس بات کا کہ خاموش مقابلہ کا جو مطلب اور مفہوم اس کے محرک بیان کرتے ہیں عوام اس کے سمجھنے اور اس کی حدود کے اندر رہنے کی قابلیت نہیں رکھتے۔ اور عملی طور پر وہ خلاف امن کارروائیوں کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ کیا عوام کا ان لوگوں پر دباؤ ڈالنا اور انھیں کاروبار چھوڑنے پر مجبور کرنا جنہیں ان کی ہڑتال کی تجویز سے اتفاق نہ ہو خاموش مقابلہ کہا جاسکتا ہے۔ اور کیا دہلی میں جو فساد ہوا اس کی یہی وجہ نہیں ہے۔ کہ دہلی کے سٹیشن پر مٹھائی وغیرہ بیچنے کا جس نے ٹھیکہ لیا ہوا ہے۔ جب اسے دوکانیں بند کرنے کے لئے کہا گیا اور اس نے انکار کر دیا تو خاموش مقابلہ کرنے والوں نے اس پر حملہ کیا اور عملہ اسٹیشن کے اس معاملہ میں مداخلت کرنے پر بے شمار لوگ سٹیشن پر جمع ہوگئے جنہوں نے دہلی جنکشن کے تمام کاروبار میں خلل ڈالنے کی دھمکی دی۔ اور اس سے بات بڑھتی بڑھتی یہانتک بڑھ گئی کہ مسلح فوج اور رسالہ کو طلب کرنا پڑا اور جب ہجوم نے خطرناک صورت اختیار کر لی اور آفیسروں پر اینٹ پتھر پھینکنے شروع کر دیئے تو گولی چلی اور کئی جانوں کا نقصان اور کئی زخمی ہوئے۔ ان حالات کو دیکھ کر اس شورش کو کون خاموش مقابلہ کہہ سکتا ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ چونکہ عوام میں ابھی اتنی اہلیت نہیں ہے۔ کہ قانونی

بسم اللہ الرحمن الرحیم     نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

# خطبہ جمعہ

## انسانی تخلیق کی غرض

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ

فرمودہ ۱۱-اپریل ۱۹۱۹ء

---

حضور نے سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

### انسان کیوں پیدا کیا گیا

انسان کی پیدائش کی غرض اور اس کے اس دنیا میں بھیجے جانے کا مقصد قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ صرف ایک ہی بیان فرماتا ہے اور وہ یہ کہ ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون - جن و انس کی پیدائش کی غرض تو صرف یہ ہے - کہ اللہ کی عبادت کریں - تو انسان کی پیدائش کی یہ غرض بیان کی گئی - کہ میرے عابد ہو جائیں اور میری عبادت کرنے لگ جائیں - اور سورہ فاتحہ میں گویا اس غرض کے پورا ہونے کی طرف اشارہ فرمایا ہے - اور انسان کی زبانی اقرار کرایا ہے - کہ ایاک نعبد میں تیری ہی عبادت کرتا ہوں -

اس اقرار میں دو باتوں کا ذکر ہے - کہ انسان عبادت کرتا ہے - اور خدا ہی کی کرتا ہے - اور وہاں بھی وہی تیر بیان کی ہے - کہ انسان کی پیدائش کی غرض یہ ہے کہ عبادت کرے - اور خدا ہی کی کرے -

پس وہاں اگر غرض بتائی تھی - تو یہاں انسان اقرار کرتا ہے - کہ میں نے وہ غرض پوری کر دی جس کے لئے مجھے اس دنیا میں بھیجا گیا تھا -

### خدا کے سامنے اپنی پیدائش کی غرض پوری کرنیکا اقرار

یہ دعویٰ عربی زبان میں ہی تھا

بڑا دعویٰ ہے - کہ اردو زبان میں اگر کسی مسلمان یا احمدی اور خاص احمدی کو بھی کہا جائیگا - کہ کیا تم نے وہ غرض پوری کر دی تو وہ کہیگا کہ مجھ میں تو نقص ہیں میں نے کہاں اس غرض کو پورا کیا ہے - بندوں کے سامنے تو کہیگا - کہ میں نے اس غرض کو پورا نہیں کیا - مگر خدا کے سامنے کہتا ہے کہ میں نے وہ غرض پورا کر دی ہے - حالانکہ جرأت کا مقام تو خدا کے سامنے ہے نہ کہ خدا کے بندوں کے سامنے انسان تقیہ کر سکتا ہے - جھوٹ بول سکتا ہے - اپنی حالت کو چھپا سکتا ہے - مخفی رکھ سکتا ہے - لیکن اللہ تعالیٰ سے ان باتوں میں سے کوئی بھی نہیں کر سکتا مگر عجیب بات ہے کہ لوگ اردو میں تو یہ کہتے ہوئے ڈرتے ہیں - مگر عربی میں وہی بات خدا کے سامنے کہتے ہیں - اور یہ بات کچھ اردو سے ہی خاص نہیں فارسی والے فارسی میں نہیں کہہ سکتے کہ ہم نے اس غرض کو پورا کر دیا ہے - چین کے لوگ چینی میں نہیں کہہ سکتے - یورپ کے لوگوں میں سے انگریزی بولنے والے انگریزی میں نہیں کہہ سکتے - فرانسیسی بولنے والے فرانسیسی میں نہیں کہہ سکتے ............

............ جرمن بولنے والے جرمن میں نہیں کہہ سکتے - خود عرب جن کی یہ زبان ہے - وہ بھی دوسرے لفظوں میں اس مطلب کو بیان نہیں کر سکتے - اور بیان کرتے ہوئے ڈرتے ہیں - لیکن ان لفظوں کو خدا کے سامنے ایک دفعہ نہیں دن اور رات میں کئی دفعہ دہراتے ہیں -

حالانکہ حقیقت یہ ہے - کہ الفاظ دہرانا کوئی چیز نہیں ہوتا - جب تک الفاظ کے اندر معنی نہ ہوں اور ان کی حقیقت کے مطابق عمل نہ ہو پس - جب خدا نے یہ کہا ہے کہ ہم نے انسان کو اس غرض سے پیدا کیا ہے - کہ میری عبادت کرے تو انسان اس کا جواب ان لفظوں میں دیتا ہے - کہ میں تو تیری ہی عبادت کرتا ہوں - جس طرح ایک انجنیر یا ایک مدرس - ایک کلرک اپنے آقا کے پاس جاتا ہے - اور کہتا ہے - کہ آپ نے جو کام میرے سپرد کیا تھا - میں اسکو پورا کر چکا ہوں - اسی طرح ایک شخص خدا تعالیٰ کے حضور جا کر کہتا ہے ایاک نعبد کہ آپ نے جو میرے سپرد اپنی عبادت کرنے کا کام کیا تھا میں اس کو کر آیا ہوں -

مثلاً ظہر کے وقت کہتا ہے ایاک نعبد کہ صبح سے اس وقت تک جو کچھ میں نے کیا ہے وہ تیری ہی عبادت کی ہے - اور تیرے خلاف منشا قدم نہیں اٹھایا - اور پھر عصر کی نماز میں ظاہر کرتا ہے - کہ ظہر اور عصر کے درمیانی وقفہ میں میں نے اس غرض کو پورا کیا ہے - جس کے لئے تو نے مجھ کو پیدا کیا ہے - پھر مغرب کی نماز کے وقت کہتا ہے عصر اور مغرب کے درمیان وہی غرض پوری کی ہے - جس کے لئے مجھے پیدا کیا گیا ہے اور پھر عشاء کے وقت ظاہر کرتا ہے - کہ خدایا مغرب اور عشاء کے درمیان میں نے اس غرض کو پورا کیا ہے جس کے لئے تو نے مجھ کو پیدا کیا - اور پھر صبح کی نماز میں کہتا ہے - کہ خدایا عشاء کے بعد سے صبح تک میں نے اس غرض کو پورا کیا ہے - جس کے لئے تو نے مجھے دنیا میں بھیجا تھا -

پس اسی طرح ساری عمر کے کاموں کا خدا تعالیٰ کے سامنے اعلان کرتا ہے - یہ کتنا بڑا دعویٰ ہے - مگر دوسرے لفظوں میں یہی بات ظاہر کرتے ہوئے موت پڑیگی - حالانکہ انسان روزانہ اقرار و اظہار کرتا ہے کہ اب تک تو میں اس غرض کو پورا کر چکا ہوں - جس کے لئے مجھے پیدا کیا گیا - اور آئندہ کے لئے مدد چاہتا ہوں - پھر دوسرے وقت میں جاتا ہے - اور کہتا ہے کہ خدایا اب تک تو اس غرض کو پورا کر چکا ہوں - آئندہ کے لئے تیری مدد کی ضرورت ہے

اب بتاؤ جو لوگ یہ کہتے ہیں - کہ وہ اس غرض کو پورا کر چکے ہیں جو ان کے پیدا کرنے کی ہے - تو کتنا بڑا دعویٰ کرتے ہیں - لیکن جب علیحدہ کر کے ان سے سوال کیا جاتا ہے - تو اس بات کے کہنے سے ان کا دل کانپ جاتا ہے -

## کوشش کرنیوالا بھی کام کرنیوالوں میں شمار ہوتا ہے

درحقیقت یہ محض انکسار ہی نہیں ہوتا بلکہ واقعہ میں بہت تھوڑے ہوتے ہیں۔ جو اس غرض کو پورا کرتے ہیں۔ ہاں بہت سے ایسے ہوتے ہیں جو اس کوشش میں لگے ہوتے ہیں۔ اور وہ بھی میں سمجھے جاتے ہیں جنہوں نے اس غرض کو پورا کر دیا ہے۔ کیونکہ اسلام نے کوشش کرنے والوں کو بھی اسی مد میں رکھا ہے۔ جس میں کام کو پورا کرنے والے ہوتے ہیں۔ مثلاً جو لوگ حج کو جاتے ہوئے رستہ میں مر جائیں انکو حج کا ثواب ملیگا۔ اور جو نماز کے انتظار میں مر جائیں انکی موت نماز کی حالت میں شمار کیجائیگی۔

پس وہ بندہ جو عبادت کی کوشش میں ہے کہہ سکتا ہے کہ وہ اپنی پیدائش کی غرض کو پورا کر چکا۔ کیونکہ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا اللہ تعالےٰ نے کسی نفس کی طاقت سے زیادہ بوجھ اسپر نہیں رکھا۔ پس جو شخص حتی المقدور کوشش کرتا ہے وہ کہہ سکتا ہے ایاک نعبد کہ میں تیری ہی عبادت کرتا ہوں لیکن جو کوشش بھی نہیں کرتا۔ گر کہتا ہے کہ ایاک نعبد میں تیری ہی عبادت کرتا ہوں۔ یعنی اس غرض کو پوری کر چکا ہوں۔ جس کے لئے تو نے مجھکو پیدا کیا تو وہ جھوٹ بولتا ہے وہ خدا کے سامنے افترا کرتا ہے اس لئے بجائے اس کے کہ اسکو اجر ملے وہ عذاب میں گرفتار کیا جائیگا۔

پس ایاک نعبد کہتے ہوئے یہ خوف دل میں رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ اگر اس نے واقعہ میں عبادت نہیں کی۔ یا اس کی راہوں پر چلنے کی کوشش بھی نہیں کی۔ اور پھر وہ یہ کہتا ہے کہ میں اسوقت تک کی عبادت کر چکا ہوں۔ تو وہ جھوٹ سے کام لیتا ہے۔ اور خدا کے سامنے افترا کرتا ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ عبادت کیا چیز ہے یہ ایک بہت بڑا مضمون ہے اس کے بیان کرنے کا وقت نہیں ہے اس لئے اب میں ختم

## مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے ملاقات

### دلچسپ گفتگو

حضرت اقدس جناب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب میں جناب مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کا ذکر اکثر پڑھ کر مجھے بار بار یہ خواہش ہوتی تھی۔ کہ اگر ہو سکے۔ تو جناب ممدوح سے ملاقات کر کے ان سے چند ایک امور کا بالمشافہ تذکرہ کیا جاوے۔ اور اصل حقیقت معلوم کیجاوے تا دل کو تسلی ہو۔ چنانچہ اس دفعہ میں نے پختہ ارادہ کیا کہ قادیان کے جلسہ میں شامل ہونے سے پہلے ان سے ضرور ملاقات کیجاوے۔ بشرطیکہ وہ بٹالہ میں تشریف رکھتے ہوں۔ اور اس عاجز کی استدعا کو منظور بھی فرما دیں۔ چونکہ مجھے ان سے پہلے کبھی ذاتی تعارف نہ تھا۔ لہذا میں نے اپنے ایک دوست منشی فضل الرحمٰن صاحب منصف بٹالہ کو ایک عریضہ لکھا کہ وہ ان سے میری استدعا کو ظاہر کر کے منظوری سے اطلاع دیویں۔ چنانچہ ان دوست کی سعی سے جناب مولوی صاحب نے منظوری دیدی کہ وہ اپنے مکان پر ملاقات کرینگے اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ ملاقات کرنیوالے صاحب کو قادیان جانے سے قبل ملاقات کے لئے حاضر کیا جاوے۔ تاکہ وہ صاحب قادیان جانے نہ پاویں۔ کیونکہ جناب والا کو اس فن میں حد درجہ کا کمال حاصل ہے۔ اور یہ کہ صاحب ممدوح کئی اشخاص کے لئے سد راہ قادیان ہونے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ چنانچہ میں ۱۷ مارچ ۱۹۱۹ء کی صبح کو سویرے بٹالہ پہنچا۔ اور جناب منصف صاحب کے مکان پر آرام کر کے صبح آٹھ بجے جناب ابو سعید صاحب کے مکان پر حسب اجازت صاحب ممدوح گیا۔ استیذان پر اجازت ہوئی کہ آپ اندر آ جاویں۔

اندر جانے پر میں نے ایک شخص معمر ۷۵ ۸۰ سالہ سرخ ریش گندم رنگ کو چارپائی پر درمیان کتابوں کے بیٹھا ہوا دیکھ کر کہا کان حاجۃ فی نفس یعقوب قضیہا۔ اسپر جناب مولوی صاحب نے میری طرف بنظر غور دیکھا اور کہا آپ کہاں سے آئے ہیں۔ میں نے کہا میں رہنے والا سیالکوٹ کا ہوں اور آجکل فیروزپور سے آرہا ہوں بحیثیت افسر خزانہ ہوں۔ اور قادیان جلسہ سالانہ پر جاؤنگا چونکہ آپ نے ہمارے سلسلہ کے بنیاد کا کام دیا ہے اور اس وقت چھ سات لاکھ آدمی اس سلسلہ میں داخل ہو چکا ہے۔ لہذا مجھے آپ سے ملاقات کا مدت سے از حد شوق تھا۔ اور اگر میں آپ سے حضرت مرزا صاحب کے متعلق چند ایک امور دریافت کروں تو آپ ناراض تو نہیں ہونگے جناب مولوی صاحب نے فرمایا کہ نہیں وہ ناراض نہیں ہونگے۔ اسپر میں نے ایک روپیہ اپنی جیب سے نکال کر جناب مولوی صاحب کے ہاتھ میں دیا کہ وہ ہاتھ جس نے براہین احمدیہ کی تقریظ لکھی تھی اور جس کے لئے حضرت مسیح موعود نے براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۶۷ پر فرمایا ہے واللہ دراثہ حین خرجت مخلصا

کتابی وصرت لکل ضال مجنعو

خالی نہ جاوے۔ اول تو جناب مولوی صاحب نے یہ کہکر کہ ان کے پاس روپے بہت ہیں۔ واپس کرنا چاہا۔ لیکن میں نے کہا کہ نہیں۔ یہ آپ لے لیں۔ کیونکہ یہ آپ کے اس ہاتھ کا حق ہے۔ تب جناب مولوی صاحب نے روپیہ لے لیا اور اس کے بعد پھر مفصلہ ذیل گفتگو شروع ہوئی۔

میں۔ کیا آپ جناب مرزا صاحب کے ہم مکتب بھی جوانی کے زمانہ میں رہے ہیں کیونکہ حضرت مرزا صاحب براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۱۶۷ پر فرماتے ہیں۔ قطعت ودادا قد غرسناہ فی الصبا

ولیس لوادی فی الوداد یفنصر

**مولوی صاحب**۔ جناب مرزا صاحب کے والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کا بٹالہ میں ایک مکان تھا اس میں وہ رہتے تھے۔ اور میں اور مرزا صاحب ایک استاد گل علی شاہ صاحب شیعہ کے پاس پڑھا کرتے تھے۔ حضرت مرزا صاحب اسباب طب کی کتاب پڑھا کرتے تھے۔ اور میں ہدایۃ نحو کی کتاب پڑھا کرتا تھا۔ چار مہینے تک ہم اکٹھے پڑھتے رہے اس کے بعد مجھے میرے والد نے ہندوستان تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیج دیا۔ اور جب میں علم تحصیل کر کے واپس آیا۔ تو ایک زمانہ بعد حضرت مرزا صاحب کی کتاب براہین احمدیہ شائع ہوئی اور علماء نے اس کی مخالفت کی تو میں نے اس کا ریویو لکھا۔ کہ الہام ہو سکتا ہے۔ اور وہ ریویو میرے اشاعۃ السنہ میں چھپا ہوا ہے۔ اور جب پھر جناب مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ تو میں نے ان کی مخالفت کی۔ اور استفتاء تیار کیا۔ جس پر دو صد مولویوں کے دستخط ہیں۔ اور میرے پاس چھپا ہوا موجود ہے۔ اور جناب مرزا صاحب سے لدھیانہ میں مباحثہ بھی کیا۔ جو میرے پاس چھپا ہوا موجود ہے اور جو مرزا صاحب نے چھپوایا ہے۔ اور الحق کے نام سے چھپا ہے وہ ٹھیک ہے۔ اس میں کچھ زائد بھی لکھا ہوا ہے۔

**میں**۔ کیا آپ نے مرزا صاحب کی تمام کتابیں پڑھی ہیں۔ اور عربی تصانیف بھی آپ نے حضرت مرزا صاحب کی دیکھی ہیں۔ کیا ان کی عربی ایسی ہی ہے۔ جیسا کہ آپ فرماتے ہیں۔

**مولوی صاحب**۔ جو کتاب مجھے بھیجتے تھے وہ میں پڑھ لیتا تھا۔ سب نہیں پڑھیں۔ عربی کی کتابوں کی مرزا صاحب کی میں نے غلطیاں نکالی ہیں۔ جن کی فہرست اشاعۃ السنہ میں چھپی ہوئی ہے۔

**میں**۔ یہ غلطی بھی آپ نے نکالی تھی کہ عجب کا صلہ لام نہیں آتا۔ اور من آتا ہے۔ اور آپ نے التعجب لامری کے الہامی فقرے کو غلط قرار دیا تھا۔ اور اس پر حضرت اقدس مرزا صاحب نے آپ کی دھجیاں اڑا دی تھیں۔ کیا آپ کو دیوان حماسہ کا یہ شعر یاد ہے۔

عجبت لمسراها وانّی تخلّصت
الیّ وباب السجن دونی مغلق

جو میں نے خود عربی ایم۔ اے کے امتحان دیتے وقت دیوان حماسہ میں پڑھا ہے۔ اور عجب کا صلہ لام آیا ہے۔

اس پر مولوی صاحب کچھ حیران سے ہو گئے اور کچھ جواب نہ دیا۔ ناظرین اصل بحث کے لئے حضرت صاحب کی کتاب تریاق القلوب کا صفحہ ۱۲۸ و ۱۲۹ ملاحظہ فرماویں کہ حضرت مرزا صاحب کے مقابلہ میں ان مولویوں کی کیا حیثیت ہے۔ کہ دم مار سکیں۔ بجا حضرت صاحب سچ فرماتے ہیں

این علم تیرہ را بہ پشیزے نمے خرم

واللہ اس کا محمد حسین بٹالوی نے پھر مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ اور میں نے سلسلہ گفتگو یوں شروع کیا۔

**میں**۔ حضرت صاحب نے جب تحدی کے ساتھ عربی کی کتابیں لکھیں۔ اور آپ لوگوں کو للکارا کہ مقابل میں آکر عربی لکھیں۔ کیونکہ آپ کہتے تھے کہ مرزا صاحب عربی کا ایک صیغہ بھی نہیں جانتے۔ اور حضرت صاحب نے خدا کے حضور دعا مانگی۔ اور ان کو ایک ہی رات میں چہل ہزار لغت عربی کی سکھائی گئی حالانکہ دنیا کے بڑے سے بڑے شاعر شکسپیر کی لغت ۲۴ ہزار تک پہنچی ہے۔ تو کیا آپ نے کوئی کتاب مقابلہ میں لکھی۔ یا صفحہ آدھ صفحہ ہی لکھا۔ اگر لکھا ہو تو مجھے دکھا دیں۔ کہ میں پڑھوں۔

**مولوی صاحب**۔ میں نے کوئی کتاب عربی میں نہیں لکھی۔ میری تو صرف اشاعۃ السنہ ہی تصنیف ہے۔ جو اردو میں کئی سال نکلتی رہی۔ اور پھر نو سال بند ہو گئی۔ اور پھر جاری ہوئی۔

**میں**۔ جب حضرت صاحب نے بڑے زور سے دعویٰ کیا کہ ؎

علم قرآں علم آں طیب زباں
علم غیب از وحی خلاق جہاں
ایں سہ علمم چوں نشانہا دادہ اند
ہر سہ ہمچو شاہداں استادہ اند
آں یکے زانہا ندارد ہیچ فن
تا دہد قوتے دریں میداں بیا
حجت رحماں بر ایشاں شد تمام
یاوہ گوئی ماند در دست لئام

اور آپ لوگوں کو غیرت دلائی۔ تو چاہئے تھا کہ آپ بھی مقابلہ میں کچھ لکھتے۔ اگر آپ ان کو سچا نہیں جانتے تھے

**مولوی صاحب** مرزا صاحب کے پاس روپیہ بہت آجاتا تھا روپیہ سے آدمی بہت کچھ کر سکتا ہے۔ وہ ایک شامی آدمی سے عربی لکھوا لیا کرتے تھے۔ خود نہیں لکھ سکتے تھے۔

**میں** مولوی صاحب افسوس آپ کے اسی اعتراض کے جواب میں حضرت صاحب نے انجام آتھم کا عربی مکتوب لکھا۔ پھر میں نے مولوی صاحب کی توجہ حضرت صاحب کے ان عربی اشعار کی طرف جو انجام آتھم کے اخیر میں ایک قصیدہ ہے صفحہ ۲۷۴ کی طرف منعطف کرائی اور یہ شعر پڑھ کر سنائے ؎

لما کتبت الکتب عند علوّھم
ببلاغۃ وعذوبۃ وصفاء
قالوا فزء نا لیس قولا جیدا
او قول عاریۃ من الادباء
عرب اقام ببیتہ متسترا
املی الکتاب بکرۃ ومساء
انظر الی اقوالھم وتناقض
سلب العناد اصابۃ الاراء
طورا الی عرب عزوہ وتارۃ
قالوا کلام فاسد الاملاء
ھذا من الرحمن یا حزب العداء

لا فعل شامی و لا رفقائے
اعلیٰ الیہم مشاما و علومنا
نعی ستار لنا بملی الجوز اعر
خلوا مقام المولویت بعدہ
و یستروا فی غیہب الخوقاعر
الیٰ دعوت اللّٰہ ربا محسنا
فاری عیون العلم بعدہ مائی

یہ اشعار سن کر جناب مولوی صاحب دنگ رہ گئے۔ اور کہا کہ مرزا صاحب نے عربی پڑھ لی ہوگی اور مجھے کہا کہ صفحہ لکھا دیویں۔ اس وقت میرے پاس قصائد عربیہ تھے۔ ان کا صفحہ میں نے لکھا دیا۔ اور بتایا کہ یہ قصیدہ انجام آتھم کے اخیر کا ہے۔ اور میں نے یہ بھی مولوی صاحب کو کہا کہ جب حضرت صاحب نے اعجاز المسیح لکھی اور تحدی کا دعویٰ کیا۔ تو اس وقت میں عربی نہیں جانتا تھا۔ مجھے حضرت صاحب کے دعوے اور تحدی کی وقعت متعلق عربی زبان معلوم نہ ہو سکی۔ لیکن میں نے سنہ ۱۹۱۲ء میں عربی کا ایم۔ اے کا امتحان دیا۔ اور اب میں خوب جانتا ہوں کہ حضرت صاحب کی عربی بہت ہی اعلیٰ اور انفس ہے۔ اور حریری کی عربی بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اتنے میں مولوی صاحب نے اپنے ایک اشتہار میں سے ایک عربی کا فقرہ پڑھا اور کہا "الفضل للمتقدم" میں نے فی الفور کہا یہ حریری کے دیباچہ میں دو اشعار کا اخیری حصہ ہے۔ اور میں نے وہ دو شعر پڑھ دیئے۔

فلو قبل مبکاہا بکیت صبابة
بسعدی شفیت النفس قبل التندم
ولکن بکت قبلی فہیج لی البکاء
بکاہا فقلت "الفضل للمتقدم"

اسی طرح جناب مولوی صاحب نے اسی اشتہار سے ایک حدیث بھی جب پڑھنی شروع کی۔ تو میں نے آگے سے یاد پڑھ دی۔ تب جناب مولوی صاحب بولے کہ آپ کو عربی تو آتی ہے۔ اور دین سے بھی واقفیت ہے۔ غرض اسی طرح سے گفتگو ہوتی رہی۔ اور جناب مولوی صاحب نے اپنا ایک اشتہار بھی دیا جو یکصد روپے انعام کے وعدہ کے ساتھ متعلق آیت خاتم النبیین انہوں نے لکھا ہے۔ اور ایک دوسرا اشتہار بھی دیا جس میں پارہ اول قرآن مطبوعہ قادیان کی غلطیاں آپ نے لکھی ہیں۔ میں نے ہر دو اشتہار لے لئے اول تو میں نے پیر اکبر علی صاحب کو دیدیا۔ اور دوسرا اب تک میرے پاس ہے۔ اس کے بعد سلسلہ کلام یوں شروع ہوا۔

**میں** کیا آپ مارٹن کلارک کے مقدمہ میں حضرت مرزا صاحب کے خلاف گواہی دینے گئے تھے۔

**مولوی صاحب** ہاں انہوں نے مجھے بلایا تھا۔

**میں** ۔ دیکھو میں مجسٹریٹ بھی ہوں۔ اور فوجداری مقدمات روز کرتا ہوں۔ کیا آپ مجھے بتلا سکتے ہیں۔ کہ ڈسچارج کے کیا معنی ہیں۔ یہ بات سنکر مولوی صاحب متحیر اور حیران ہو گئے۔ اور کچھ جواب بن نہ آیا۔ آخر میں نے ہی کہا آپ ڈسچارج کے معنی بری کے کرتے ہیں۔ یا رہا کے۔ تب بھی مولوی صاحب حیران رہے۔ اور سمجھ نہ آئی کہ کیا کہیں۔ پھر میں نے کہا کہ آپ ڈسچارج کے معنی رہا کے کرتے ہیں حضرت مرزا صاحب اس مقدمہ میں ڈسچارج ہوئے تھے۔ بری تو نہیں ہوئے تھے

**مولوی صاحب**۔ ہاں میں ڈسچارج کے معنی بری کے نہیں کرتا۔ رہا کے کرتا ہوں۔

**میں**۔ آپ کو پتہ ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے اس کے متعلق آپ کی کیسی دھجیاں اڑائی ہیں۔ ڈسچارج کا ترجمہ عربی میں بری ہے۔ اور ایکوٹ کا ترجمہ مبرا ہے۔ اور پھر مولوی صاحب کی توجہ انا بری من ذلک و انا مبرء من ذلک عربی کے دو فقروں کی طرف دلائی گئی۔ اور دو آیات قرآن بھی ان کو یاد دلائی گئیں۔ ثم یرم بہ بریا۔ اولئک مبرؤن

یہ سنکر مولوی صاحب بالکل خاموش ہو گئے۔ پھر میں نے کہا کہ حضرت صاحب نے بڑے زور سے اس پر تریاق القلوب میں بحث کی ہے۔ قانون کے ترجمہ کرنے والوں کی توجہ بھی اس طرف منعطف کی ہے۔ ناظرین بھی اگر اس لطیف بحث کو دیکھنا چاہیں جہاں مولوی صاحب موصوف کی حضرت مرزا صاحب نے قلعی کھولی ہے تو وہ صفحہ ۸۰ تا ۸۵ اور صفحہ ۳۴۲ و ۳۵۴ تریاق القلوب مصنفہ حضرت اقدس ملاحظہ فرما دیں کہ ڈسچارج کا ترجمہ بری ہے اور ایکوٹیٹ کا ترجمہ مبرا۔ اور ڈسچارج کا ترجمہ رہا غلط ہے۔ پھر اس کے بعد میں نے جناب مولوی صاحب کی توجہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۱۶۷ کی طرف کھینچی۔

**میں** جناب مولوی صاحب آپ نے براہین احمدیہ حصہ پنجم دیکھی ہے۔

**مولوی صاحب** نہیں۔

**میں** یہ شعر میں نے پڑھا ؎

حسینٌ دفاہ القوم فی دشت کربلا
وکلمنی ظلما حسینٌ اخرؑ

اور کہا کہ آپ نے حضرت مرزا صاحب کو بڑی اذیت دی۔ لیکن پھر بھی حضرت صاحب نے ایسی محبت کی اور پھر اگلے اشعار پڑھ کر سنائے۔

ایا راشقی قد کنت تمدح منطقی
وتثنی علی بالفۃ و توقر
وللہ درک حین قرظت مخلصا
کتابی وصرت لکل ضال مخفر
وانت الذی قد قال فی تقریظہ
کمثل المولف لیس فینا غضنفر
عرفت مقامی ثم انکرت مدبرا
فما الجہل بعد العلم ان کنت تشعر
کمثلک مع علم بحالی و فطنۃ
عجبت لہ یبغی الہدی ثم یاطر
قطعت ودادا قد غرسناہ فی الصبا
ولیس فؤادی فی الوداد یقصر
علی غیر شیئ قلت ما قلت عجلۃ

ووالله انی صادق لا ازوّر

دیکھئے مولوی صاحب آپ سے حضرت صاحب کو کیسی محبت تھی۔

**مولوی صاحب** - صفحہ بتا دیجئے۔ کونسا صفحہ ہے (صفحہ ۲۰۱ براہین احمدیہ حصہ پنجم نوٹ کرا دیا گیا)

**میں** - کیا جناب کو یہ بھی پتہ ہے۔ کہ حضرت صاحب نے آپ کے متعلق پیشگوئی کی ہوئی ہے۔ کہ آپ اخیر عمر میں رجوع کریں گے۔

**مولوی صاحب** - ہاں کی ہوئی تو ہے۔ اگر پوری ہو گئی تو ہو گئی۔ ورنہ اٹکل کے طور پر ہے۔

**میں** - نہیں مولوی صاحب ضرور پوری ہو گی۔ میں آپ کو براہین احمدیہ حصہ پنجم میں سے ابھی دکھا دیتا ہوں دیکھئے صفحہ ۱۴۹۔ اور سنئے پھر میں نے یہ اشعار پڑھ کر ان کو سنائے۔

ویہدیک ربی بعد غیّ وشقوۃ
وذالک من وحی اتانی فاخبر

ونحن علمنا المنتہی من ولینا
فقرت بہ عینی وکنت اذکر

ووالله لا ألقی زمان تعلق
ولیس تواذی مثل ارض تحجر

اور سب اشعار اس کے بعد بھی پڑھے۔ تب مولوی صاحب نے کہا کہ صفحہ لکھا دو۔ میں نے صفحہ ۱۴۹ لکھا دیا۔ اور آخر میں جب میں نے ان سے رخصت ہونا چاہا۔ تو انھوں نے فرمایا کہ آپ تو پھنس گئے ہیں۔ میں نے کہا آپ بھی پھنسے ہوئے ہیں۔ ایک طرف آپکے حقیقۃ النبوۃ پڑی ہے۔ دوسری طرف النبوۃ فی الاسلام پڑی ہے۔ تیسری طرف حق الیقین پڑی ہے۔ اور آپ ہمارے سلسلہ کے لئے تا حال بھی کھاد کا کام دیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جلدی ہدایت کرے۔ پھر میں وہاں سے رخصت ہو گیا اور ۱۲ بجے قادیان پہنچ گیا۔ اور جناب مولوی صاحب کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے وجود سے حضرت صاحب کا وہ نشان جسکی بابت وعدہ ہے پورا کرے۔ آمین

غلام محمد خان ایم اے احمدی۔ افسر [illegible]

# جناب قاضی محمد یوسف صاحب کی بعض تجاویز کے متعلق گذارش

چند دن ہوئے مکرم قاضی محمد یوسف صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ پشاور نے احباب کی تقریر اور تحریر کے متعلق بعض تجاویز پیش کی تھیں۔ اور بعض الفاظ جو ان کے نزدیک غیر شایان حضرت مسیح موعود و حضرت خلیفۃ المسیح الثانی انکے ترک کرنے۔ اور ان کی بجائے دوسرے اختیار کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ چونکہ قاضی صاحب موصوف نے یہ مضمون نہایت اخلاص سے لکھا تھا۔ اور اس سے انکی محبت اور غیرت کا ثبوت ملتا تھا۔ جو انھیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام و حضرت خلیفۃ المسیح ثانی اور خاندان مسیح موعود سے ہے اس لئے باوجود اس کے کہ اس میں بعض باتیں تحقیق طلب تھیں شائع کر دیا گیا۔ اس کے متعلق ذیل کا مضمون موصول ہوا ہے جسے اس خیال سے شائع کیا جاتا ہے کہ دوسرا پہلو بھی ظاہر ہو جائے اور احباب کو ایسے معاملات کے متعلق اپنی اپنی رائے کے اظہار کی طرف توجہ پیدا ہو (ایڈیٹر)

جناب قاضی محمد یوسف صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ پشاور کا مضمون مندرجہ اخبار الفضل ۴ مارچ ۱۹۱۹ء۔ اس میں شک نہیں۔ کہ بعض نہایت قیمتی اور اعلیٰ تجاویز آداب و درستی اخلاق پر مشتمل ہیں لیکن بعض تجاویز کے متعلق باادب کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

تجویز اول میں بعد بسم اللہ حمد و تحمید و صلوٰۃ میں جو الفاظ زائد کئے گئے ہیں۔ میرے خیال ناقص میں ان کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ اگر کج قلب و بدظن کی اصلاح منظور ہے۔ تو یہ غیر ممکن ہے۔ حضور سرور عالم خاتم النبیین کا نام نامی بڑھانے سے بھی وہ بدگمانی اور کج قلبی جو بربنائے ضد و تعصب ہے۔ دور نہیں ہو سکتی۔ جبکہ نہ محض ہمارے معتقدات سے۔ بلکہ خود حضرت احمد نبی اللہ کے اپنے ارشاد سے واضح ہے کہ مسیح موعود کی بعثت آنحضرت محمد مصطفیٰ صلعم کی ہی بعثت ثانیہ ہے۔ جیسا کہ خطبہ الہامیہ میں حضور نے خود فرمایا ہے کہ جو مجھ میں اور محمد صلعم میں فرق کرتا ہے۔ وہ مجھکو نہیں پہچانتا۔ احادیث آنحضرت صلعم سے بھی یہ امر مسلم ہے۔ جیسا کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بوقت ارشاد نشانات مہدی جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ آپ ہی تو نہیں ہونگے۔ حضور خاموش ہو گئے۔ پھر فتنہ دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ میں تم میں ہوا تو حجت پیش آؤنگا۔ ورنہ سورہ کہف کی آئتیں اول تلاوت کرنا۔ دیکھئے اس جگہ مسیح موعود کا علیحدہ ذکر نہیں فرمایا۔ بلکہ فقط اپنا ہی ذکر کیا ہے۔ یا سورہ کہف کا۔ پس اگر ہم حضور کا نام مبارک بھی بڑھائیں۔ تو بدگمانوں کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔

تجویز نمبر ۳ و ۴۔ اس میں حضرت مسیح موعود کے متعلق القاب و آداب کی ہدایت ہے۔ اور بعض الفاظ کے ترک کا مشورہ ہے۔ اور حضرت خلیفہ اول کو شروع مضمون میں بوجہ زیادتی محبت و تقرب مستثنیٰ فرمایا ہے اس میں شک نہیں حضرت احمد نبی اللہ کا مرتبہ اور شان پہچاننے کی جو خاص نظر خدا تعالیٰ نے حضرت نور الدین اعظم کو عطا کی تھی۔ وہ تمام نہیں ہو سکتی لیکن اولاً تو یہ بات غور طلب ہے۔ کہ لفظ میرزا لفظاً یا معناً حقارت آمیز و غیر موزوں ہے۔ یا کیا۔ یہ لفظ ظاہری اور باطنی دونوں حالتوں میں کم رفعت نہیں۔ دنیوی شرف اگر دیکھئے تو عزت و ریاست دونوں اس قوم میں ہوئی ہیں۔ معناً دیکھا جائے

تو اس کے معنی شاہزادہ یا ملک زادہ یا سردار کا بیٹا ہوتے ہیں۔ لیکہ غیاث والا تو لکھتا ہے۔ کہ اہل فارس میرزا سید کو کہتے ہیں۔ اور صاحب ہفت قلزم لکھتا ہے کہ میرزا۔ بکسر اول بمثناۃ تحتانی رسیدہ وسکون رائے وزائے معجمہ بالف کشیدہ این لفظ بیشتر از القاب بادشاہاں و بادشاہ زادگان بود۔ و در ین روزگار بر بزرگ زادگان ..... و پسران اطلاق کنند و در ایران بر سادات نیز مجوز است بخلاف آقا کہ لفظ ترکی است و اطلاق آن بر سلاطین و امرا درست نیست ہر چند بمعنی خداوند است چنانکہ آقا و نوکر گویند۔ و غالباً میر مخفف امیر است از عالم بوجہل و بولہب و مغیلاں کہ در اصل مصدر بالف بودہ است پس معنی ترکیبی آن امیر زادہ باشد و حذف الف از جہت تخفیف بود۔ انتہا۔ دیکھو ہفت قلزم جلد پنجم صفحہ ۶۳ مطبوعہ نولکشور پریس۔ لکھنؤ۔ چونکہ اسلاف کا ہی اسوہ حسنہ دوسروں کے لئے بہترین نمونہ ہوتا ہے۔ اس لئے یہ کیونکر گمان ہو سکتا ہے۔ کہ خلیفہ اول رضی اللہ عنہ حضرت نورالدین اعظم جیسے علامۃ ظاہر و باطن کو عرفان تقرب و محبت نے حضرت جری اللہ علیہ السلام کی نسبت معمولی الفاظ کے استعمال کی طرف متوجہ کر دیا تھا۔ باقی رہا لفظ میرزائی اس میں (ی) نسبت کی ہے۔ جبکہ اصل لفظ کے معنے صاف ہو گئے۔ تو نسبت میں کچھ الجھن نہیں رہی۔ ایسا ہی قادیانی۔ جیسا کہ مکی۔ مدنی۔ عربی۔ اس کی تمام نسبتیں بھی ویسی ہی ہیں۔ جو ہرگز لائق اعتراض و تحقیر و تشنیع نہیں۔ بلکہ تبلیغ میں جس قدر یہ دونوں لفظ زود اثر ثابت ہوئے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود کی شہرت کا اشتہار رہیں۔ ایسا احمدی نہیں۔ جو میرا ذاتی تجربہ ہے۔ اسی وجہ سے میں نے اپنا پرانا تخلص (آزاد) بدل کر اب عرصہ سے قادیانی رکھا ہے۔ اور دستخطوں میں شامل ہے بقیہ صحابہ کے اسماء گرامی یا خلفائے راشدین اولی و آخرا و دیگر بزرگواروں کے ذکر میں القاب و آداب کا ہر موقع پر پابندی لحاظ کیا جانا۔ یہ نہ غیر ضروری بلکہ غیر ممکن ہے۔ اولاً تو احادیث آنحضرت صلعم میں دیکھا جائے۔ ازاں بعد دیگر بزرگواروں کے اقوال نظم و نثر بکثرت موجود ہیں۔ نمونتاً عرض ہیں۔ یہ ظاہر ہے۔ کہ ہمارے یقین میں آنحضرت محمد مصطفیٰ صلعم روحنا فداہ کے مدارج جملہ انبیاء میں حضرت مسیح موعود کے کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ اور نہ تعظیم کر سکتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں۔ کہ ؎

ایں مقدمم نہ جائے شکوک است و التباس
سید جدا کند ز مسیحائے احمرم

(قصیدہ الناسیہ)

یہاں فقط لفظ سید پر اکتفا کیا۔ علیٰ ہذا۔ حقیقتاً ایسے اختصار کا انحصار کسی تحقیر پر مبنی نہیں ہوتا بلکہ تنگی عبارت یا خلاصہ مضمون سے متعلق ہے۔ جیسا کہ خود قاضی صاحب موصوف نے ہدایات کیا تو فرمایا کہ حضرت مسیح موعود لکھنا چاہئے۔ مگر تجویز نمبر ۹ میں خود مسیح موعود اور احادیث نبوی لکھنا پڑا۔ جو ان کی تجاویز کے موافق قابل گرفت ہے۔ مگر میرے نزدیک نہیں۔ ہاں میرا منشا نہیں کہ دیگر آداب کی پرواہ ہی نہ کیجا دے۔ بلکہ ان الفاظ سے جو کسی طرح خلاف ادب اور حقیر نہیں انکار کر کے خود اپنی چڑ نکالنا ہے۔

خاکسار قاسم علی قادیانی۔ از رامپور

## غیر احمدیوں کے مشہور اعتراضات کا جواب

(گذشتہ سے پیوستہ)

سوال۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا کہ میرے بعد تیس کذاب دجال پیدا ہونگے۔ کیا ثبوت اس امر کا ہے کہ مرزا صاحب بھی ان میں سے نہ ہوں

جواب۔ خدا بھلا کرے مولف کتاب اکمال کا جنہوں نے مسلم شریف کی شرح لکھی ہے۔ اس میں انھوں نے صاف طور پر حدیث مذکور کی شرح میں فرمادیا ہے۔ کہ اس حدیث سے آنحضرت صلعم کا مخبر صادق و نبی برحق ہونا ثابت ہو گیا۔ کیونکہ اگر مدعیان نبوت کاذبہ کا جو زمانہ آنحضرت سے لیکر اس وقت تک ہو چکے ہیں۔ ان کا حساب کیا جائے۔ تو یہ عدد پورے ہو جاتے ہیں۔ اور جو شخص تواریخ سے ماہر ہے۔ اس کو اس کی بخوبی اطلاع ہو گئی ہو گی۔

اصل عبارت مولف مذکور کی مع اصل حدیث حسب ذیل ہے۔

لا تقوم الساعۃ حتی یبعث دجالون کذابون قریب من ثلاثین کلھم یزعم انہ رسول اللہ۔ ھذا الحدیث ظہر صدقہ فانہ لو عد من تنبأ من زمنہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الآن لبلغ ھذا العدد و یعرف ذلک من یطالع التواریخ۔ اکمال شرح مسلم مطبوعہ مصر ۱۳۲۸ھ صفحہ ۲۵۸ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مولف مذکور جس کا سنہ وفات ۸۲۷ یا ۸۲۸ ہجری ہے جب اس امر کا معترف ہے۔ کہ ہمارے زمانہ تک یہ عدد پورا ہو چکا ہے۔ تو وائے برحال علمائے زمانہ حال یعنی ۱۳۳۷ء کو پورے پانسو برس مزید گذر جانے پر بھی اس حقیقت سے واقف نہیں۔ اور ابھی تک اس حدیث کو پیش کر رہے ہیں۔ اور ایک امور صادق منجانب اللہ کو جو خدا کے فضل سے قاتل دجال ہے۔ ابھی تک منجملہ ان تیس دجالوں کے خیال کرتے ہیں۔ اکمال جیسی کتاب کا اگر ان کو علم نہیں ہو سکتا تھا تو خیر ہے۔ ہم ان کو معذور سمجھتے ۔ لیکن نواب صدیق حسن خانصاحب کی کتاب حجج الکرامہ کو بھی جو تقریباً تمام بڑے بڑے علمائے غیر مقلدین تک پہنچ چکی ہے۔ نہیں مطالعہ کر کے اگر اسکو بھی بغور و خوض مطالعہ کر چکے ہوتے۔ تو ایک صادق کی معرفت میں یوں وہ بے سرو پا باتیں زبان سے نہ نکالتے نواب صاحب نے لکھا ہے۔

بالجملہ آنچہ حضرت صلعم اخبار بوجود دجالین کذابین دریں امت فرمودہ بود واقع شد و عدد بست و ہفت تمام شدہ حجج الکرامہ صفحہ ۲۳۹۔ یعنی آنحضرت صلعم نے جو خبر اس امت کے اندر ستائیس دجالوں کے فرمائی تھی۔ وہ پوری ہو گئی۔ مذکورہ بالا دونوں شہادتوں کے بعد کسی منصف مزاج کو شک کرنے کی گنجائش نہیں۔

# افغانستان کیلئے ایک زبردست نشان

## حضرت صاحبزادہ سید عبداللطیف کے خون شہادت کے قطرات کا اثر اور خدائی انتقام کے مشاہدات

حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جس بیدردی اور ظلم کے ساتھ سنگسار کیا گیا وہ ایک ایسی دردناک اور خونی داستان ہے کہ ایک اہل دل رنج و افسوس کے جذبات کے بغیر سن ہی نہیں سکتا۔

اس پاکباز اور صاحب علم و فضل آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا محض قصور تھا کہ اس نے کیوں خدا کے ایک فرستادہ کو قبول کیا۔ اور کیوں وہ افغانستان کے خونی ملاؤں کی ان میں ہاں ملا کر خونریزیوں کا فتویٰ نہیں دیتا اور کیوں خونی مہدی اور خونی مسیح کی آمد کے خلاف وعظ کرتا ہے اور کیوں اس بیہودہ خیال کی مخالفت کرتا ہے۔ جو شوریدہ سر ملاں بے گناہ لوگوں کے قتل کو غازی پن کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ غرض اس بے گناہ انسان پر صرف یہ الزام تھا کہ وہ حق کی اشاعت اور تبلیغ کیوں کرتا ہے۔ کابل کی سرزمین نے اس واقعہ شہادت پر خدا تعالیٰ کے ایک قہری نشان کی تجلی کو معائنہ کیا اور حضرت کی وبا نے اپنا ہاتھ دکھایا۔ اور وہ لوگ جو شہید مرحوم کی مخالفت میں سب سے بڑھ کر حصہ لینے والے تھے اب تک قید خانہ میں پڑے سڑ رہے ہیں۔ اور کوئی ان کا پرسان حال نہیں۔

لیکن خدا تعالیٰ کا غضب ابھی اس جرم کی سزا دہی کے لئے کافی طور پر ظاہر نہیں ہوا تھا۔ آخر وہ شخص جو حکومت کے لحاظ سے اس کا ذمہ دار تھا کہ وہ دیوانہ ملاؤں کی ہاں میں ہاں نہ ملاتا۔ بلکہ اس کا فرض تھا کہ وہ پوری تحقیقات کرتا جو اس نے نہ کی۔ اس خدائی انتقام کی زد میں آگیا اور اس نے [illegible] سے قتل کر دیا۔ یہ بھی خدا کا ایک سلسلہ ہے [illegible] افغانستان میں خدا کے [illegible] چل پڑا ہے۔ اور ان لوگوں کو جو اس ظلم عظیم میں شریک تھے جس طرح چاہیگا پکڑے گا۔ کابل اور دوسرے لوگوں کے لئے یہ عبرت کا مقام ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے اس قہری نشان کو دیکھ کر آستانہ الوہیت پر پڑ جائیں۔ امیر حبیب اللہ خان صاحب کے قتل کے بعد کے واقعات نے ظاہر کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ انتقامی ہاتھ اب ہو رہا ہے۔ جن لوگوں نے شہید مرحوم کے خلاف سازش کی تھی۔ ان میں سب سے زیادہ ذمہ دار ہاتھ شہزادہ نصر اللہ خان صاحب کا تھا اور خدا کی قدرت ہے کہ آخر شہزادہ نصر اللہ خان صاحب گرفتار ہو گئے۔ اور ان کی گرفتاری نے صاحبزادہ عبداللطیف مرحوم کی گرفتاری کا انتقام پورا کر دیا۔ وہ کیا دن ہوگا۔ جب فدائے حق و صداقت شہید مرحوم محض خدا کے ایک فرستادہ کو قبول کرنے کے جرم میں گرفتار ہو کر تشہیر کیا گیا تھا۔ کابل کے کوچہ و بازار جن میں وہ مرد حق طوق و زنجیر میں گرفتار پھرایا جاتا تھا۔ اس ظلم عظیم کی وجہ سے کانپتے ہونگے مگر کابل کے منکر مشاہدے اسپر ہنستے ہونگے۔ آج اسی کابل میں وہ شخص فی الحقیقت ایک مجرم کی حیثیت میں گرفتار جا رہا ہے۔ عبداللطیف کے طوق و زنجیر میں ایسی کوئی بوجھ اور تکلیف معلوم نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ وہ تو کہہ رہا تھا کہ

متاع مہر رخ تو نہاں نخواہم داشت
کہ خفیہ داشتن عشق تو زغداری است
براں سرم کہ سر و جاں فدائے تو بکنم
کہ جاں بیار سپردن حقیقت یاری است

مگر شہزادہ نصر اللہ خانصاحب جرم بغاوت میں ماخوذ ہیں اور صاف الفاظ میں موجودہ امیر نے تغلب کا الزام لگایا۔ اور بالآخر انہیں گرفتار کر لیا۔ یہ طوق و زنجیر اس طوق و زنجیر سے کوئی نسبت نہیں رکھتا عبداللطیف کا طوق اپنے اندر وہی کیفیت رکھتا تھا۔ جو شہید مرحوم کے جد امجد شہید کربلا رضی اللہ عنہ کی مصائب میں تھی۔ مگر نصر اللہ خان اور اس نے رفقا [illegible] گرفتار ہے اخذ [illegible] کا [illegible] میں [illegible] ابتدا ہے اس کا انجام [illegible] ہیبت حق رکھے گا۔ جو خدا تعالیٰ کے قہری نشانوں میں ہوا کرتی ہے۔

وہ جو خدا ترس دل رکھتے ہیں اس سے عبرت حاصل کریں۔ خدا تعالیٰ کی گرفت سخت اور دیر بعد ہوتی ہے۔

دیر گیر سخت گیرد مر ترا

(الحکم)

---

# معلمین دین کی ضرورت

ہماری تجویز یہ ہے کہ بحولہ و بقوتہ تعالیٰ تمام ایسے مقامات پر جہاں متعدد جماعت احمدیہ رہتی ہے نماز پنجگانہ باجماعت باقاعدہ ہو اور تمام دوست دن میں ایک بار یا ہفتہ میں دو تین بار حسب حالات مقامی جمع ہوں اور درس قرآن مجید بھی ہو اور جہاں اس قابلیت کے معلم نہ ملیں وہاں ہمارے معلمین پہنچیں۔ اور کچھ عرصہ قیام کر کے اس جماعت کو قرآن مجید باترجمہ پڑھائیں اور حدیث شریف کا کچھ علم بھی دیں۔ اور فقہی مسائل سکھائیں۔ اس خدمت کو بجا لانے کے لئے جو صاحب آمادہ ہوں اور اپنے اندر یہ قابلیت پاتے ہوں۔ یا تھوڑی سی تعلیم و تربیت کے بعد اس قابل ہو سکتے ہوں۔ وہ اپنے اپنے نام ہمارے پاس بھیجدیں تاکہ انہیں کچھ عرصہ قادیان میں تعلیم دیکر ہر ضلع میں بھیجا جائے۔ حتی الوسع کوشش کیجائیگی کہ معلم کو اس کے اپنے ہی ضلع میں رکھا جائے۔ مختلف مقامات میں ایک عرصہ تک رہائش رکھنی ہوگی چونکہ ارشاد ہے فلولا نفر من کل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون پ ۱۱ سورہ توبہ کی تعمیل ہے۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ احمدی احباب خصوصیت سے ادھر توجہ فرمائینگے انشاء اللہ ایسے دوستوں کی وجہ معاش کا معقول بندوبست ہوگا۔ واللہ الموفق للخیر نعم المولی ونعم النصیر

محمد سرور شاہ ناظر تعلیم و تربیت قادیان۔

# غیر ممالک کی برقی خبریں

**علاقہ سار پر مجوزہ فرانسیسی اقتدار** - پیرس ۳- اپریل معلوم ہوتا ہے کہ چار ممبروں کی کونسل فرانس کو علاقہ سار کی کوئلہ کی کانوں کے کھودنے کا حق بطور معاوضہ نقصان (جو جنگ میں فرانس کو پہنچا ہے) دئے جانے پر متفق الرائے ہو تلافی نقصانات کی بابت کونسل نے ابھی کوئی اعداد مقرر نہیں کئے ہیں۔ وہ فی الحال زیادہ اس نقصان کی نوعیت مقرر کرنے میں مصروف ہے جس کی جرمنی کو تلافی کرنی چاہئے۔ اور اس تاوان کی مجموعی مقدار معین نہیں کر رہی ہے۔ جو جرمنی کو ادا کرنا لازم ہے

**جرمنی کو کتنا روپیہ تاوان جنگ میں دینا چاہئے** لندن ۲- اپریل اخبار ایکوڈی پیرس بیان کرتا ہے کہ چار ممبروں کی کونسل نے فیصلہ کیا ہے کہ جرمنی فی الفور ۲۰ کروڑ مارک نقد ادا کرے۔ اور مختلف کفالتیں خام اجناس اور مال تجارت بھی حوالہ کردے جس کا پر امید طریقہ پر یہ اندازہ لگایا جاتا ہے کہ وہ تین کھرب فرانک کی میزان تک پہنچیگا۔ ابتدائی شرائط صلح میں میزان تاوان کی صراحت نہ کیجائیگی- لیکن اس میں قرضخواہوں کی فہرست شامل ہوگی جن کا مطالبہ ادا کرنا چاہئے۔ اور ایک اتحادی کمیشن بھی مامور ہوگی تاکہ سال بسال جتنی رقم قابل ادائیگی ہو وہ معین کرے۔

**جرمن قائم مقام اسپا میں پہنچ گئے** لندن ۳- اپریل ارزبرگر اور چھ جرمن قائم مقام بدیں غرض اسپا میں پہنچگئے ہیں کہ جرنیل نوش کے ساتھ پولینڈ والوں کے ڈانزگ میں اترنے پر گفتگو کریں۔

**جرنیل نوش کی گفتگو جرمن قائم مقاموں سے** پیرس ۳- اپریل اسپا کا ایک تار مظہر ہے کہ جرنیل نوش نے کل ارزبرگر اور جرمن قائم مقاموں کے ساتھ پہلی گفتگو ہے صلح کی اور ان کو اتحادیوں کے فیصلوں سے آگاہ کیا۔

**برلن میں دھات کے کاریگروں کی ہڑتال** - برلن ۲- اپریل برلن میں دھاتوں کی حرفتوں کے ۳۰ ہزار اہلکاروں نے اہلکار کے کام چھوڑ دیا ہے۔

**ڈوننگ کی رہائی** بیل- ۳- اپریل برلن کا ایک پیام ظاہر کرتا ہے۔ کہ آزاد سوشلسٹ جماعت کا لیڈر بنام ڈوننگ جو فسادات جنوری کا سرغنہ ہونے کے شبہ پر گرفتار کیا گیا تھا اب چھوڑ دیا گیا ہے۔

**بالشویک پسپائی** - لندن ۴- اپریل رائٹر کو معلوم ہوا ہے کہ گذشتہ چند روز کے اندر بالشویک محاذ اور مینبرگ پر تیزی کے پیچھے ہٹ رہے ہیں اور ان کے سپاہی برابر فوج کو چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں۔ جنوب اوفا میں بالشویک رسالہ کی ایک پوری رجمنٹ الگ ہوگئی ہے۔ اور فوراً ہی اپنے ہتھیاروں سے اپنے رفقا پر وار کرنے لگی۔

**اوڈیسہ محفوظ و مضبوط** لندن - ۳- اپریل مستند ذرائع سے بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اوڈیسہ کی فوج کو اب بڑی تقویت مل گئی ہے۔ فرانسیسی کمانیر کو اس کا بھروسہ ہے۔ کہ وہ شہر کو محفوظ رکھ سکیگا۔ بالشویک اب اوڈیسہ کے بیرونی استحکامات پہنچگئے ہیں۔ جو بہت مضبوط ہیں۔

**ہندوستانی عیسائی اخبارات کے متعلق پارلیمنٹ میں سوال** لندن- ۲۶- مارچ سرجان ریس نے ہوس آف کامنز میں دریافت کیا کہ کیا گورنر جنرل کو ان اخبارات کو جو عیسائی مشنری نکالتے ہیں۔ ایسے مضامین شائع کرنے سے جن سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہے روکنے کا کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔ مسٹر منٹیگو نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ انڈین پریس ایکٹ کے ماتحت وکل

# ہندوستان کی خبریں

**لاہور میں ہڑتال** - ۶- اپریل کو لاہور کی تمام دوکانیں بند تھیں اور جلوس نکالا گیا۔ جس میں لوگ ننگے سر ماتم کرتے تھے۔ کسی قسم کا فساد نہیں ہوا۔ اسی دن بریڈلا ہال لاہور میں ۳ ہزار حاضرین کے ساتھ جلسہ منعقد ہوا۔ اور رولٹ بل کے خلاف رزولیوشن پاس ہوئے۔

**پنڈت مدن موہن مالوی بھی مستعفی ہوگئے** پنڈت صاحب نے بھی اپنا استعفا وائسرائے کی لیجیسلیٹو کونسل میں رولٹ بل کی مخالفت کے اظہار کے لئے دیدیا ہے۔

**سر جیمس مسٹن کی روانگی** - اس بات کا قطعی طور پر فیصلہ ہوگیا ہے۔ کہ سر جیمس مسٹن جو اصلاحی سکیم کے انچارج تھے ۲۶- اپریل ڈاک کے ذریعہ ولایت کو روانہ ہوجائیں گے۔

**دلی میں دوبارہ ہڑتال** خبر ہے کہ دہلی میں ۶- اپریل کو پھر بڑے پیمانہ پر ہڑتال ہوئی۔

**ہڑتال** - ۶- اپریل کو بمبئی۔ مدراس - پونہ۔ کلکتہ- لکھنؤ۔ شملہ- الہ آباد- ملتان- سیالکوٹ وغیرہ مقامات پر بھی ہڑتال ہوئی اور کسی مقام پر کوئی فساد نہ ہوا۔

**ڈاکٹر کچلو کو سرکاری ممانعت** معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر سیف الدین صاحب کچلو بیرسٹر اسیٹ لا امرتسر کو گورنمنٹ نے پبلک تقریر و تحریر کی ممانعت کردی ہے۔

**اسسٹنٹ کمشنران و اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنران کا امتحان** اسسٹنٹ کمشنران اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنران و دیگران کا جو محکمانہ امتحان جو ۲۸ اپریل ۱۹ء کو ہونا تھا اب لاہور میں ۱۹ مئی ۱۹ء سے شروع ہوگا۔

**یادگار مقتولین واقعہ دہلی** دہلی کے سیٹھ راگھومل نے گذشتہ واقعہ ہائلہ کے مقتولین کی یادگار قائم کرنے کے لئے ایک لاکھ روپیہ دیا ہے۔

باہتمام شیخ عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا